قال اللہ تعالیٰ وأتوا البیوت من أبوابها الآیۃ

چوں تصوف از اعظم مقاصد دینیہ است و مبادیش
چوں ابواب ست و مقاصدش چوں ابیات و آیت
بالا آمر بود بدخول ابیات از ابواب و رسالہ

مبادی التصوف

از امالی قبلہ و کعبہ حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب
تھانوی قدس سرہٗ

وضبط کردہ مولوی اسحاق علی صاحب سلمہ کانپوری مع ما یلحقہا
مشتمل بود بر مبادی او اعانۃ لطالبی التصوف

ناشر

محمد عبد المنان غفرلہٗ

مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء، مسافر خانہ بندر روڈ کراچی
ایم-اے جناح روڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

حضرت اقدس جناب مولانا ومقتدانا واستاذنا ومرشدنا مولوی محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی نے بتاریخ ۲۰ شوال ۱۳۱۳ھ چند منتخب اشخاص کو حافظ عبداللہ صاحب مرحوم امام جامع مسجد کانپور کے حجرہ میں جو جامع مسجد کے ایک گوشہ میں واقع ہے جمع کیا جہاں تک مجھے یاد ہے اس منتخب جماعت میں جناب مولوی محمد اسحاق صاحبؒ دوانی مدظلہٗ، حافظ عبداللہ صاحب امام جامع مسجد کانپور، حافظ ابوسعید خانصاحب مالک مطبع نظامی کانپور، قاضی عبدالصمد صاحب۔ ایک شاہ صاحب اور تھے جو کسی اور بزرگ کے مرید تھے لیکن حضرت اقدس سے اعتقاد رکھتے تھے وہ بھی شریک تھے ان کا نام محمد رضا شاہ تھا اور یہ خاکسار اسحٰق علی عفی عنہ بھی اس جماعت میں برابر موجود رہا ممکن ہے کہ ایک دو صاحب اور ہوں لیکن[1] اب کچھ یاد نہیں پڑتا۔

حضرت اقدس مدظلہم العالی نے اسی حجرہ میں کئی روز تک خلاصہ وزبدہ طریق سلوک بیان فرمایا خاکسار اثنائے تقریر میں برابر پنسل سے یادداشت لکھتا جاتا تھا اور بعد اس کے روزانہ صاف کرلیتا تھا چنانچہ اسی زمانہ میں اس طرح یہ رسالہ مرتب ہوگیا تھا جو خاکسار کے پاس برابر محفوظ رہا۔ حضرت والا نے اس کے اخفا کی سخت تاکید فرمائی تھی اور اس پر عمل کرنے کی بابت بہت مبالغہ سے امر فرمایا تھا یہاں تک کہ قبل بیان شروع کرنے کے فرمانے لگے کہ جس کو عمل نہ کرنا ہو یہاں سے اٹھ جائے

[1] یعنی ۱۳۵۵ھ میں جب وقت اس رسالہ کا مقدمہ لکھا گیا ۱۲ منہ

کیونکہ اس کو سننے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا مضر ہے لیکن کوئی اٹھ کر گیا نہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر اس وقت پروانہ کی اور آئندہ اس پر عمل کیا تو نفع نہ ہوگا۔

اب رمضان ۱۳۵۵ھ میں خاکسار کو یہ خیال آیا کہ اگر حضرت اقدس مدظلہم العالی اس پر نظر اصلاحی فرمالیتے تو یہ رسالہ نہایت مستند ہو جاتا چنانچہ اس غرض سے خاکسار نے حضرت اقدس کی خدمت میں یہ رسالہ بذریعہ ڈاک اس استدعا کے ساتھ روانہ کر دیا کہ حضور والا اس کو ملاحظہ فرمالیں شاید خاکسار سے سمجھنے میں یا ضبط کرنے میں کوئی غلطی واقع ہوگئی ہو اور جہاں کہیں مناسب خیال فرمائیں ترمیم اور تصحیح فرما دیں تو اطمینان ہو حضرت اقدس نے جو والا نامہ اس کے جواب میں تحریر فرمایا اس میں سے اتنے حصہ کی نقل جو اس کی نظر اصلاحی کے متعلق ہے بغرض اسناد و توثیق ذیل میں ثبت ہے۔

از اشرف علی ــــ السلام علیکم

میں نے بہت دلچسپی کے ساتھ نظر غائر سے دو تین دن کے اندر یہ رسالہ دیکھ لیا جگہ جگہ مناسب ترمیم بھی کر دی حذفاً و زیادۃً و تبدیلاً جیسی ضرورت معلوم ہوئی چنانچہ ملاحظہ سے معلوم ہوگا۔ میں نے مناسب سمجھ کر ایک ضمیمہ بھی مع تمہید بڑھا دیا۔" اسی والا نامہ میں حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ اس کا شائع ہونا شائقین کے لئے نافع ہوگا اس بنا پر اس کی اشاعت کی ضرورت ہوئی۔ اور حسب ایمائے حضرت اقدس محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو کہ عبد المنان کے والد صاحب ہیں) کے پاس بغرض اشاعت بھیجدیا گیا ۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ❊ زانکہ من بندۂ گنہگارم

خاکسار سید اسحاق علی

محلہ نیا کٹڑہ ۔ الہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز رسالہ

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا۔

(۱) کہ کسی شیخ کی تعلیم سے اول دوازدہ تسبیح شروع کرنا چاہیئے اس طرح سے کہ لا الٰہ الا اللہ ۲۰۰ بار آج سے شروع[1] کر دیں ایک چلہ گذرنے کے بعد الا اللہ کو ۴۰۰ بار اس پر اضافہ کریں پھر جب اس پر بھی ایک چلہ گذر جائے تو اللہ، اللہ دو ضربی[2] ۶۰۰ بار اس پر اور زیادہ کریں اور جب اس پر بھی ایک چلہ گذر جائے تو اللہ ایک ضربی[3] ۱۰۰ بار اور ہو، ۱۰۰ بار اور بڑھائیں پھر اس پر بھی ایک چلہ گذر جائے۔

(۲) اس وقت سلطان الاذکار اس ترکیب سے شروع کریں کہ اکڑوں بیٹھ کر آہستہ آہستہ سانس لے کر حبس دم کریں اور دونوں ہاتھوں کے بہام[4] دونوں کانوں میں اور ہر دو مسبحہ[5] آنکھوں پر اس طرح کہ اوپر کا پپوٹا کھینچکر بلا کسی تکلف کے ذرا نیچے کی جانب ہو جائے اور ہر دو وسطے[6] ناک کے نتھنوں پر اور ہر دو بنصر اوپر ہوشٹ پر اور ہر دو خنصر

---

[1] ذکر کرنے کا طریقہ ذکر کر کے سمجھا دیا تھا ۱۲ منہ [2] اس کا بہترین وقت بعد تہجد ہے ۱۲ منہ

[3] ضرب بر لطیفہ روح ضرب ۔ بر لطیفہ قلب ۱۲ [4] ضرب قلب پر ۱۲ [5] انگوٹھے ۱۲

[6] کلمہ کی انگلی ۱۲

نیچے کے ہونٹ پر رہیں اور زبان کو تالو سے لگا کر لفظ اللہ خیال سے کہتے رہو جبتک سانس بلا تکلف رُک سکے اور جب سانس لینے کا تقاضا ہو تو صرف نتھنے پر سے انگلیاں ہٹا کر ناک سے آہستہ سانس چھوڑ دو اور تین سانسیں لے کر جب کہ دم قرار پا جائے پھر حبس دم کرو اسی طرح اول روز دس سانسیں حبس کرنا چاہیئے اور پھر رفتہ رفتہ ایک ایک سانس بڑھا کر قدر تحمل تک پہنچانا چاہیئے۔

(۳) جاننا چاہیئے کہ اس کام میں غایت استقلال کی ضرورت ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ اگر سو برس میں بھی راستہ کھلے گا تب بھی مستعد رہوں گا اور کشف کا ہرگز ہرگز قصد نہ کرنا چاہیئے ورنہ پھر کشف بھی نہ ہوگا اور عدم اخلاص کا ضرر جُدا۔

(۴) اور جب بباعث ایام گرما یا اور کسی باعث سے گرمی بہت زیادہ محسوس ہونے لگے تو شغل ذیل بعد حبس کے کرو یعنی یہ تصور کرو کہ عرش سے باریک باریک پانی کی پھوار میرے قلب پر پڑ رہی ہے اور کچھ عرصہ تک اسی طرح مراقب بیٹھے رہو اور اس سے تسکین نہ ہو تو قلب پر لفظ اللہ چاندی کے پانی سے لکھا ہوا تصور کرو۔ اس سلطان[لہ] الاذکار کو مرتے دم تک نہ چھوڑنا یہ بعض آثار کے اعتبار سے ام السلوک ہے ذوق و شوق کے قبیل سے جو کچھ ملے گا اِسی سے مِلے گا۔

لہ یہ کلمہ نہیں شیخ کی رائے پر ہے ۱۲

(۵) نیز پاس انفاس شروع کردو اور تاعمر نہ چھوڑو، اور حتی الوسع کوئی سانس خالی نہ جائے اور ابتدا ریں قبل جاری ہونے کے ایک وقت معین کرکے پاؤ گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ اس کو کرلیا کرو۔ یہ اختیار ہے خواہ لاالہ الا اللہ کے ساتھ یا اس کے سوا جو چاہو سو کیا کرو۔

(ف ۱ اس سے قبل خاصۃً مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ چونکہ آجکل گرمی ہے اس لئے تم کو وہ پاس انفاس بتلاتا ہوں جس کی غالب تاثیر سرد ہے تاکہ گرمی میں تکلیف نہ ہو وہ یہ ہے کہ جب سانس اندر جائے تو صلی اللہ علیک یا محمد اور جب باہر آئے تو صلی اللہ علیک وسلم زبان تالو سے لگاکر خیال سے کہا کرو ۱۲)

پاس انفاس میں سانس طبعی طور سے چلنے دینی چاہئے۔ قصداً سانس لینے سے بعض امراض پیدا ہوتے ہیں۔

(ف ۲۔ حضرت مولانا صاحب فرماتے تھے کہ پاس انفاس کی مجھے خاص طور سے تاکید ہوئی ہے یعنی بطریق وارد)

(۶) ۱۰۰ بار استغفار ـــــــ ۱۰۰ بار کلمہ شریف۔ ۱۰۰ بار درود شریف بعد نماز صبح و بعد نماز مغرب پڑھنا چاہیئے اور سوتے وقت ۱۰۰ بار درود شریف پڑھ کر سو رہنا چاہیئے اور بعد پڑھنے کے حتی الوسع کلام کرنا مناسب نہیں لیکن اگر ضرورت ہو تو حرج نہیں۔

قرآن شریف بلا ناغہ دیکھ کر تدبر کے ساتھ پڑھنا چاہیئے

خواہ تھوڑا ہی سا ہو، اگر ممکن ہو تو دلائل الخیرات بھی پڑھ لیا کرو[1] علاوہ بریں ہمیشہ تا عمر پند نامہ عطار بھی کسی قدر بلا ناغہ ضرور پڑھتا چاہیئے۔ اس قدر تو نہایت ضروری ہے اس کے سوا جس شغل وغیرہ سے دلچسپی ہو کیا کرو۔

(۷) فائدہ صبح کا کھانا شکم سیر ہو کر کھالیا کرو لیکن شام کا کھانا ربع معدہ خالی چھوڑ کر کھایا کرو اور بعد عشا بدون سخت پیاس کے پانی نہ پیا کرو اور آٹھویں دن شام کو بالکل نہ کھایا کرو بلکہ فاقہ کیا کرو پھر لطف دیکھنا۔

(۸) تنبیہ۔ شاغل کو گھی دودھ کی قدرے کثرت کرنا چاہیئے تاکہ یبوست کی وجہ سے امراض جسمانی پیدا نہ ہوں۔ اور اگر کوئی عارضہ یا کسی قسم کی تکلیف بوجہ شغل کے محسوس ہو تو فوراً شغل کو چھوڑ کر شیخ کو مطلع کرو اور اگر شیخ قریب نہ ہو تو شیخ کے کسی کامل مرید سے رجوع کرو، حبس وغیرہ میں اکثر ایسی حالت ہو جاتی ہے۔ ایک شاغل کسی اور کے مرید ہیں جن کو بیعت کی اجازت بھی ہے اپنا حال بیان کرتے تھے کہ میرے منہ سے عرصہ تک خون آتا رہا جب شیخ کو اطلاع دی تو انھوں نے کچھ تدبیر کی۔

(۹) اس طریق میں عورت سے زیادہ صحبت کرنا نشاط طبع کے لئے (جس کو ذوق و شوق میں خاص دخل ہے) غایت مضر ہے

[1] مگر اس میں بعض روایات متکلم فیہ ہیں جس کو ایک ایک کی تحقیق نہ ہو احتیاط یہ ہے کہ وہ کسی جگہ ایسی عبارت نہ پڑھے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ منہ

بہرحال حتی المقدور پرہیز کرے کیونکہ نشاط کا دارومدار حرارت پر ہے اور زیادہ صحبت اس کی مقلل ہے۔ اور جب نہایت غلبہ خواہش ہو یعنی بغیر اسباب شہوت رغبت شدید ہو اس وقت اپنی بی بی کے پاس جانے میں مضائقہ نہیں۔

تنبیہ :۔ یاد رہے کہ منتہی کو صحبت سے ضرر نہیں ہوتا کیونکہ اس کو کیفیات کی حاجت نہیں رہتی۔

(۱۰) جب جی نہایت گھبرائے کہ مدت تک محنت کی اور کچھ نفع نہیں ہوتا اور طبیعت پریشان ہو اس وقت سنبھلنا چاہیئے اور اشعار ذیل حکیم سنائی کے پڑھنا چاہیئے انشاء اللہ ان سے نفع ہوگا حکیم سنائی وہ بزرگ ہیں جن کی سند مولوی معنوی مثنوی میں لاتے ہیں۔

قرنہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع	عاقل کامل شود یا فاضل صاحب سخن
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب	لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
ماہہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	صوفئے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہا باید کہ تا یک پنبۂ آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
روزہا باید کشیدن انتظار بے شمار	تا کہ در جوف صدف باراں شود در عدن

(۱۱) بعد ہر نماز کے اس مناجات کو پڑھنا چاہیئے۔ اگر یہ شخص خلاف چال چلتا ہو تو ادنیٰ کوشش سے انشاء اللہ درست ہو جائے گا۔

جامی۔ یارب ز دو کون بے نیازم گرداں	وز افسر فقر سرفرازم گرداں
در راہ طلب محرم رازم گرداں	زاں رہ کہ نہ سوئے تست بازم گرداں

نیز اس کو بھی پڑھنا چاہیئے خصوصاً جب بےچینی ہو تو اس کی کثرت کرنا چاہیئے

عراقی

یارب بتو در گریختم بپذیرم در سایہ لطف لایزالی گیرم
کس راگذر جادہ تقدیر تونیست تقدیر تو کردہ بکن تدبیرم

(۱۲) حکیم سنائی کی مناجات ذیل کو تہجد کے وقت پڑھنا چاہیئے اگر کل نہ ہوسکے تو بعض اشعار بھی کافی ہیں اس سے نبوت کی نسبت غالب رہے گی اور نیز یہ کہ غلبہ رہے گا۔

ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی وخدائی نروم من بجز آں رہ کہ تواں رہنمائی
ہمہ درگاہ تو جویم ہمہ درکار تو پویم ہمہ توحید تو گویم کہ بتوحید سزائی
تو خداوند زمینی تو خداوند یساری تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی
تو زن وجفت بجوئی تو خورد خفت نخواہی احدا بے زن وجفتی ملکا کام روائی
نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی
تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی
ہمہ راعیب تو پوشی ہمہ راغیب تو دائی ہمہ را رزق رسانی تو باوجود وعطائی
نہ بدے خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی
نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بپائی
بری از چون وچرائی بری از عجز ونیازی بری از صورت وزنگی بری از عیب وخطائی
بری از خوردن وخفتن بری از تہمت مردن بری از بیم وامیدی از رنج و بلائی
تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری تو نمایندہ فضلی تو سزاوار خدائی
نتواں وصف تو گفتن کہ تو در فہم نگنجی نتواں شرح تو دادن کہ تو در شرح نیائی
احد الیس کمثلی صمد الیس کفضلی لمن الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

ہر یک مقولہ گوئی ۱۲ منہ

لب و دندان سنائی ہمہ توحید تو گوئید مگر از آتش دوزخ بودش زود رہائی

(۱۳) فائدہ:۔ نماز میں اھدنا الصراط المستقیم کو نہایت حضور قلب و خشوع سے ادا کیا کرو اور بعد نماز ربنا لا تزغ قلوبنا الآیۃ پڑھ لیا کرو اور حضرت حاجی صاحب قبلہ مدظلہ العالی[1] کا ارشاد ہے۔

(۱۴) جب قبض و حجاب سے کلفت ہو تو یہ شعر پڑھو۔

باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش
برجفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش

اور جب جی بہت گھبرائے اور مایوسی ہونے لگے تو یہ پڑھے۔

اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال
مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

اگر ممکنات میں سے کسی کی طرف التفات ہونے لگے تو یہ پڑھے۔

باچنیں زلف ورخے بادش نظر بازی حرام
ہر کہ روئے یاسمیں و جعد سنبل بایدش

اور جب خوف ملامت ہو تو یہ پڑھے۔

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار
کار ملک ست آنکہ تدبیر و تحمل بایدش

اور جب مجاہدہ و ریاضت پر نظر ہونے لگے یہ پڑھے۔

تکیہ بر تقوی و دانش در طریقت کافری ست
راہ رو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

---

[1] اس وقت زندہ تھے رحمۃ اللہ تعالے علیہ ۱۲ منہ

اگر کوئی مصیبت مثل بیماری یا فاقہ وغیرہ کے ہو یہ پڑھے۔

نازہا زیں نرگس مستانہ می باید کشید
ایں دل شوریدہ گرآں زلف و کاکل بایدش

اگر ذوق وشوق میں کمی ہونے لگے یہ پڑھے۔

ساقیا در گردش ساغر تعلل تا بچند
دور چوں با عاشقاں افتد تسلسل بایدش

اگر نفس کسی شغل وغیرہ کو ٹالنے لگے یہ پڑھے۔

کیست حافظ تا ننوشد بادہ بے آوز چنگ
عاشق مسکیں چرا چندیں تامل بایدش

تحقیقات مفیدہ

(۱۵) اس میں گفتگو ہے کہ نبوت افضل ہے یا ولایت مگر اس پر اتفاق ہے کہ ولی سے نبی افضل ہے کیونکہ وہ جامع ہوتے ہیں نبوت ولایت کے۔ جو لوگ نبوت کی افضلیت کے قائل ہیں نبی کی ولی پر افضلیت سے استدلال کرتے ہیں۔ اور جو ولایت کی افضلیت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ولایت میں توجہ الی الحق ہے اور نبوت میں توجہ الی الحق والحق پس ولایت افضل ہوئی لیکن تحقیق یہ ہے کہ ولایت تو بیشک توجہ الی الحق ہے مگر نبوت توجہ الی الحق والحق معًا معنی مرتبہ جامعہ ہے پس

ظاہر ہے کہ نبوت افضل ٹھہری علاوہ بریں اگر ولایت کو افضل کہا جائے تو لازم آتا ہے کہ نبی کو نبوت ملنے سے اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف نزول ہوتا ہے کیونکہ نبی قبل نبوت ولی ہوتا ہے پھر نبوت ملتی ہے مگر دونوں فریق میں نزاع لفظی ہے کیونکہ جو لوگ نبوت کو افضل کہتے ہیں نبوت معنی مطابقی پر محمول کرتے ہیں اور جو لوگ ولایت کو افضل کہتے ہیں وہ نبوت کے معنی تضمنی یعنی توجہ الی الحق کے اعتبار سے کہتے ہیں۔

(۱۶) سلوک دو قسم پر منقسم ہے سلوک نبوت اور سلوک ولایت اور ہر ایک کے آثار اور خواص جدا جدا ہیں جو حسب ذیل لکھے جاتے ہیں اولیاء میں سے کسی پر کسی وقت فیض نبوت کا غلبہ ہوتا ہے اور کبھی فیض ولایت کا۔

آثار سلوک ولایت	آثار سلوک نبوّت
(۱) طریق ولایت والے کھانے پینے میں تکلفاً کمی کرتے ہیں۔	(۱) طریق نبوت والے قصداً کمی نہیں کرتے جو ملتا ہے اسی پر قناعت کرتے ہیں۔
(۲) خلق سے نفرت کرتے ہیں۔	(۲) خلق کی طرف اضافہ کے لئے رغبت کرتے ہیں لیکن خلق سے جی نہیں لگاتے۔
(۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرتے جبتک واجب نہ ہو۔	(۳) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں۔

(۴) ان کو اپنے مکاشفات وتحقیقات پر اطمینان ہوتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں اگر خلاف شرع نہ ہو	(۴) ان پر ادب غالب ہوتا ہے، جیسا کہ صاحب شرع سے منقول ہوتا ہے اس پر اپنی طرف سے بذریعہ کشف وغیرہ نہیں پڑھاتے اگرچہ وہ زیادہ خلاف شرع نہ ہو۔
(۵) ان کا انتہائی مقام رضا ہے	(۵) ان کا انتہائی مقام عبودیت ہے۔
(۶) ان پر ذوق وشوق غالب ہوتا ہے اور عبادت میں لذت طبعیہ آتی ہے۔	(۶) ان پر ذوق وشوق غالب نہیں ہوتا بلکہ ان کو عبادت میں بھی طبعی مزہ نہیں آتا یعنی اگر نہ آوے دلگیر نہیں ہوتے محض حکم ایزدی سمجھ کر عبادت کرتے ہیں۔
(۷) اہتمام سے دعا نہیں مانگتے۔	(۷) بمقتضائے ادعونی استجب لکم دعا مانگنا فرض سمجھتے ہیں۔
(۸) اسباب ظاہری کو ترک کردیتے ہیں۔	(۸) اوروں سے زائد اسباب سے متمسک ہوتے ہیں مگر بدون انہماک کے مقتضا کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ میں دو دو زرہیں پہنی ہیں۔
(۹) حضرت علی رضؓ کے ساتھ طبعاً زیادہ محبت کرتے ہیں مگر اعتقاد فضیلت ترتیب سے ہوتا ہے۔	(۹) ابوبکر وعمر رضؓ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

(۱۰) شیخ کو سارے جہان سے افضل سمجھتے ہیں اور اس پر شیفتہ ہوتے ہیں

(۱۱) ان سے شرائع میں کبھی تسامح بھی ہو جاتا ہے اور وہ معذور رہیں۔

(۱۲) ان پر سکر غالب ہوتا ہے۔

(۱۰) افضلیت کا یقین نہیں کرتے محبت کرتے ہیں۔

(۱۱) یہ شریعت پر بڑی سختی سے عمل کرتے ہیں۔

(۱۲) ان پر صحو (ہوشیاری) غالب ہوتا ہے۔

(ف) تفصیل بالا سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اولیا خلاف شریعت چلتے ہیں کیونکہ ایک تو نصوص کا ظاہر ہے اس پر اصحاب حدیث چلتے ہیں۔ دوسرے نصوص کے معانی محض یا احکام ہیں اس پر فقہا عامل ہیں۔ تیسرے نصوص کے معنی المعنی اس پر بعض احکام میں صوفیہ عامل ہیں لیکن فقہا کا طریق اسلم ہے کیونکہ شرعیات ہی سے علت مستنبط کر کے حکم کو متعدی کرتے ہیں اور صوفیہ کبھی اپنے ذوق سے بھی علت نکال کر حکم کو متعدی کر لیتے ہیں شرعیات سے علت نکالکر حکم کو متعدی کرنے کی نظیر تو صحابہ رضؓ کے زمانہ میں بھی پائی جاتی تھی اور اس کا حجت ہونا صراحتہً ثابت ہے، بخلاف ذوق محض کے کہ اس سے علت نکال کر حکم کو متعدی کرنے کی نظیر معروف نہیں اور محض ظاہر آیت لا یتدبرون۔ یتفکرون کے خلاف ہے۔

(۱۳) بعض اوقات بعض مغلوبین جماعت سے بھاگتے ہیں کیونکہ ان کو اخفا مقصود ہوتا ہے مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی

(۱۳) جماعت کی پابندی کرتے ہیں ان کی نظر سے مقصودیت غیر کی بالکل نفی ہو چکتی ہے۔

نظر میں ابھی غیر باقی ہے۔

(۱۴) اگر شریعت ظاہر کے خلاف شیخ حکم کرے تو اسے خلاف شریعت نہیں سمجھتے کسی تاویل سے کر لیتے ہیں مگر غیر قطعیات میں

(۱۵) ان پر حب عشقی غالب ہوتی ہے۔

(۱۴) یہ اگر خلاف ظاہر شرع کوئی حکم شیخ کی طرف سے ہو تو مخالفت کرتے ہیں مگر ادب کے ساتھ۔

(۱۵) ان پر حب ایمانی غالب ہوتی ہے۔

(ف) جناب مولانا اسمٰعیل صاحب عشقی کی ترجیح کی نفی کرتے ہیں اور حب ایمانی کی ترجیح کے قائل ہیں۔ اور جناب قبلہ حاجی صاحب روحی فداہ اس کے عکس کے قائل ہیں۔

(۱۶) اصحاب سلوک ولایت پر کبھی تشبیہہ غالب ہوتی ہے۔

(۱۷) سلوک ولایت کی انتہا مقام رضا یا فناء الفنا ہے۔

(۱۶) اصحاب سلوک نبوت پر ہمیشہ تنزیہ غالب رہتی ہے

(۱۷) سلوک نبوت کی انتہا مقام عبودیت ہے۔

(ف) اس امر میں گفتگو ہے کہ انتہا مقام رضا ہے یا فنا۔ الفنا مولانا صاحب مدظلہم العالی کی تحقیق یہ ہے کہ باعتبار مقام تخلق کے رضا ہے اور باعتبار حال کے فناء الفنا ہے۔

تحقیق لطائف ستہ

لطائف ستہ حسب ذیل ہیں (بجز نفس کے کہ وہ عالم خلق سے ہے باقی سب عالم امر سے ہیں)

لطیفہ نفس ۱ - قلب ۲ - روح ۳ - سر ۴ - خفی ۵ - اخفی ۶ -

(ف) مسبوق بالمدۃ والمادۃ عالم خلق سے کہلاتا ہے۔

(ف) غیر مسبوق بالمادۃ ومسبوق بالمدۃ عالم امر سے کہلاتا ہے۔

لطائف ستہ کشف سے دریافت ہوئے ہیں اور ان کے توحد وتعدد میں اختلاف ہوا ہے لیکن ان کے افعال خاصہ سے ظاہراً ان کے تعدد پر استدلال ممکن ہے چنانچہ

فعل	نفس ۱	قلب ۲	روح ۳	سر ۴	خفی ۵	اخفی ۶
	غفلت	ذکر	حضور	مکاشفہ ملکوت	مشاہدہ فناء فناء	معائنہ فناء الفناء

(ف) نفس بقیہ لطائف کے مضاد ہے اور باقی لطائف آپس میں متناسب ہیں اور ہر تحتانی رتبۃً فوقانی کے لئے ممد ہے اور فوقانی تحتانی پر مشتمل اسی لئے فوقانی ذاکر وجاری ہونے سے تحتانی بھی ذاکر وجاری ہو جاتا ہے۔

مقامات لطائف

نفس ۱	قلب ۲	روح ۳	سر ۴	خفی ۵	اخفی ۶
زیر ناف	زیر پستان چپ	زیر پستان راست	مابین قلب و روح	مابین دو ابرو	امام الدماغ

حضرت حاجی صاحب قبلہ کی یہی تحقیق ہے اگرچہ بعض نے کچھ اختلاف

بھی کیا ہے اور وجہ اس اختلاف کی اختلاف کشف ہے، کیونکہ جملہ لطائف مثل مرایائے متعاکسہ ہیں جس شخص کو جہاں کسی لطیفہ کا نور نظر آیا اس نے وہیں اس کا مقام سمجھ لیا اور کسی کو مقام اصلی مکشوف ہوا۔

ہر لطیفہ کا رنگ حسب ذیل ہے

نفس[۱]	قلب[۲]	روح[۳]	سر[۴]	خفی[۵]	اخفی[۶]
زرد	سرخ	سفید	سبز	نیلا	سیاہ

(ف) لطائف کی تحقیق مبسوط کا اگر شوق ہو تو رسالہ النور ۶ و ۷ بابت شوال و ذیقعد ۱۳۴۹ھ کا مطالعہ کیا جاوے تحقیق مذکور بصورت ایک رسالہ کے ہے جس کا نام ہے ——— القطائف من اللطائف ۱۲ منہ

(۱۸) سیر الی اللہ کی انتہا فناء الفناء ہے اور سیر فی اللہ کی انتہا نہیں۔

(۱۹) نفس ایک ہے تین مختلف اوصاف کے اعتبار سے امارہ[۱]۔ لوامہ[۲]۔ مطمئنہ[۳] کہلاتا ہے۔

(۲۰) مراتب الیقین۔ علم الیقین[۱]۔ عین الیقین[۲]۔ حق الیقین[۳]۔

علم الیقین کا مرتبہ یہ ہے کہ کوئی کسی شے کو اعتقاد جازم کے ساتھ جان لے جیسے کسی کو یہ علم ہو جاوے کہ آگ جلاتی ہے۔

عین الیقین یہ کہ اس کے ساتھ مشاہدہ بھی ہو جائے مثلاً آنکھ سے دیکھ لے کہ آگ کسی شے کو جلا رہی ہے۔

حق الیقین یہ کہ اس کے ساتھ انصاف بھی حاصل ہو جائے مثلاً کوئی شخص اپنا ہاتھ آگ میں ڈال کر دیکھ لے اور ہاتھ جل جائے۔

(۲۱) **نصیحت**۔ کبھی اپنی ریاضت پر مغرور نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اگر کوئی کافر بھی ریاضت کرے تو اس کو بھی انوار نظر آسکتے ہیں اور وہ بھی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے اگرچہ بذریعہ اسم مضلّ ہی کے پہونچے۔ پس معلوم ہوا کہ محض وصول مقصود نہیں بلکہ مقصود قبول ہے۔ اسم مضل کا منظہر جہنم ہے کافر کی رسائی وہاں ہوگی اور منظہر اسم ہادی کا جنت ہے اور مؤمن کی رسائی یہاں ہوگی۔

(۲۲) جہلا کا اشغال نہ بتلانا چاہیئے کیونکہ اس سے کبھی کشف ہونے لگتا ہے اور وہ اس کی تاویل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے کیونکہ کشف اکثر کسی نہ کسی صورت مثالی میں ہوتا ہے جو محتاج تاویل ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ ان کو صرف ذکر تعلیم کیا جائے۔

(۲۳) تجلی مثالی باری تعالیٰ کی یہ ہے کہ کوئی ذات ممکنہ (جو باری تعالیٰ کے کسی وصف میں مناسبت تامہ کے مشارکت ہو) ظاہر ہو جاتی ہے۔

(۲۴) قطب الارشاد صاحب تصرف شرعی ہوتا ہے، اور وہ لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اور قطب الاکوان صاحب تصرف تکوینی ہوتا ہے اور اکثر اس سے خرق عادات وغیرہ زیادہ صادر ہوتے ہیں۔

(۲۵) شغل وفکر میں فرق یہ ہے کہ شغل تصور ذکر کو کہتے ہیں اور فکر تصور مذکور کو اور شغل و مراقبہ میں فرق یہ ہے کہ شغل میں فقط محکوم علیہ کا تصور ہوتا ہے اور مراقبہ میں اس کی طرف محکوم بہ کی نسبت کی تصدیق کا۔

التماس

یہ محض ایک آئینی نمونہ ہے مگر صرف اس کا مطالعہ یا مطالعہ پر عمل حصول مقصود کے لئے کافی نہیں ہر محل پر ضرورت ہے شیخ کامل کی تعلیم کی اور اس کے اتباع کی جیسے معالجہ جسمانی میں صرف کتاب کا مطالعہ کافی نہیں ہر حالت میں ضرورت ہے، طبیب ماہر کی رائے اور اس پر عمل کرنے کی واللہ الموفق اختتمت رسالہ مبادی التصوف بیدالاحقر اسحٰق علی عفی عنہ

ضمیمہ نافعہ

جس زمانہ میں ملفوظات بالا کی تدوین کی گئی ہے اسی کے قریب زمانہ میں اسی جامعیت و نافعیت و اختصار و سہولت استحضار کے رنگ میں ایک اور ملفوظ بھی ایک نقشہ کی صورت میں احقر نے منضبط کیا تھا جس کا لقب صاحب ملفوظ نے اب بعد ملاحظہ و اصلاح شجرۃ المراد تجویز کیا اور جو النور ۵ جلد ۱۲ بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ میں شائع بھی ہو گیا ہے، ہم رنگ ہونے کی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس کو بھی اس رسالہ کا ضمیمہ بنا دیا جائے چنانچہ ذیل میں منقول ہے۔

(نقشہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ کیا جائے)

رسالہ شجرۃ المراد یعنی امور مبحوث عنہا فی التصوف

مقصود

- عمل وہو الطریقۃ
  - جلب اخلاق حمیدہ
    - مثل شکر و صبر و اخلاص و تواضع وغیرہ ۱
  - سلب اخلاق رذیلہ
    - مثل ریا و کبر و حسد وحب دنیا وغیرہ ۲
- ثمرہ وہو المعیۃ
  - من العبد
    - حضور و عبدیت ۳
  - من الحق
    - رضا و قرب خاص مجاہدہ ۴

غیر مقصود

- ذرائع
  - معدہ
    - قلت طعام ۵
    - قلت کلام ۶
    - قلت منام ۷
    - قلت اختلاط مع الانام ۸
  - فاعلہ
    - مفیدہ بلا خطر
      - ذکر ۹
      - شغل ۱۰
      - مراقبہ ۱۱
    - مفیدہ مع الخطر
      - تصور شیخ ۱۲
      - عشق مجازی ۱۳
      - سماع ۱۴
- توابع
  - غیر متحملہ الضرر
    - وحدۃ الوجود مع الصحو ۱۵
    - فنا و بقاء ۱۶
    - اجابت دعا ۱۷
    - فراست صادقہ ۱۸
    - رویائے صالحہ ۱۹
    - وجد ۲۰
  - متحملہ الضرر
    - تصرف ۲۱
    - کشف کونی ۲۲
    - کشف الٰہی ۲۳
    - وحدۃ الوجود مع السکر ۲۴
- موانع
  - حسن پرستی ۲۵
  - تعجیل ۲۶
  - تصنع ۲۷
  - مخالفت سنت ۲۸

انتہت شجرۃ المراد
وانا الاحقر اسحٰق علی عفی عنہ الکانفوری

۲۹ رمضان المبارک
یوم دوشنبہ ۱۳۵۵ھ

حل الاشکال[1] علی ضرورۃ الشیخ مع وجود الاختیار فی الاعمال

بعد الحمد والصلوٰۃ یہ رسالہ ایک علمی اصلاحی اشکال کا جواب ہے جو دو خط پر مشتمل ہے اول خط میں اس اشکال کا اجمالی جواب ہے۔ دوسرے خط میں تفصیلی۔ چونکہ اشکال بھی جدید ہے واصل بھی بیحد شافی و مفید اس لئے ایک دوست میرے مشورہ سے اس کو شائع کر رہے ہیں۔

فقط کتبہ اشرف علی عفی عنہ

صفر ۱۳۵۶ھ

خط اوّل

حضرت مخدوم والمکرم ذوالمجد والمعظم مجدد الملت مولانا الشاہ محمد اشرف علی صاحب دامت فیوضہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعدہٗ عرض ہے کہ بندہ نے حضرت والا کے ساتھ اصلاح کا تعلق کیا ہے حضرت نے یہ طریق تجویز فرمایا تھا کہ نفس کی ایک ایک حالت لکھوا دو میرے بتلائے ہوئے طریقے پر عمل کرو۔ چنانچہ میں نے اپنے اندر چند امور والہ علی الکبر پا کر ان کی اصلاح کے متعلق درخواست کی تھی۔ حضرت نے تحریراً سوال فرمایا تھا کہ "یہ امور اختیاری ہیں یا غیر اختیاری" میں نے

---

[1] چونکہ حل اشکال یعنی ازالۃ الشبہہ متعلق طریق من وجہ مبادی میں سے ہے اس لئے اس کو اشاعت میں رسالہ مبادی التصوف کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ ۱۲

جواب میں شق اول عرض کی تھی۔ حضرت والا نے جواباً تحریر فرمایا کہ اختیاری کی ضد بھی اختیاری ہے۔ اب کیا سوال باقی رہا۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں نے وہ امور ترک کئے مگر گاہے گاہے خیال نہ رکھنے کی وجہ سے مرتکب ہو جاتا ہوں جس کا تدارک بعد میں ندامت اور توبہ سے کر لیتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ آئندہ انشاء اللہ العزیز خیال رکھوں گا۔

اب میں حضرت والا سے ایک بات دریافت کرتا ہوں (اور واللہ العظیم و باللہ الکریم حاشا ثم کلا اس سے اعتراض مقصود نہیں ہے بلکہ محض ایک شبہ جو کہ پیش آیا ہے اس کے حل کے لئے) اور وہ یہ کہ شریعت مقدسہ کے جمیع احکام اختیاری ہی ہیں اور میرے اندر اور بھی امراض ظاہرہ و باطنہ (متعلقہ اخلاق نہ کہ عقائد۔ بفضلہ تعالیٰ عقائد تو درست) ہیں پس وہ امور بھی اختیاری ہیں۔ اب ان کے حضرت والا کے سامنے اظہار کر کے طریقہ ان کی اصلاح کا معلوم کرنے کے متعلق یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ اس کا جواب وہی جو کہ اوپر مذکور ہوا کہ اختیاری کی ضد بھی اختیاری ہے لہذا باوجود جواب معلوم ہونے کے پھر خواہ مخواہ حضرت والا کو تکلیف دینا یہ غیر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر بایں وجہ مذکور امراض نہ کروں اور خود بخود اپنے طور پر یہ خیال کر کے کہ یہ امر اختیاری ہے لہذا اس کو اظہار کرنے کی ضرورت نہیں (بوجہ جواب مذکور معلوم ہونے کے) بلکہ اپنے اختیار سے توکلاً علی اللہ ہمت کر کے اس کو ترک کروں گا اور اگر غیر اختیاری ہے (مثلاً وساوس وغیرہ) تو اس کا مواخذہ نہیں ہے لہذا اس کے بھی اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ تو یہ خیال گلوگیر ہوتا ہے کہ پھر حضرت والا سے جو اصلاح کے لئے تعلق کیا ہے تو اس کا سلسلہ ہی اب

قائم کیسے رہ سکتا ہے حالانکہ اصلاح کا سلسلہ تو بہت طویل ہے اور بہت مدت تک خط و کتابت وعرض حالت کے بعد اصلاح کا حصول ہوتا ہے پس اس وقت یہی شبہ مستقر ہوکر اظہار امراض سے (توقفاً علی الجواب) مانع ہوا جناب والا سے متوقع ہوں کہ اس کا حل فرما کر احقر کو تشفی بخش کر سرفراز فرمائیں، فقط والسلام مع الاکرام

الجواب

السلام علیکم۔ نفیس سوال ہے جس کا بعونہ تعالیٰ سلیس جواب ہے مگر ایک خاص سوال کے جواب کی طرف متوجہ کرنے کو اس کی توضیح میں اعانت کا دخل ہے اس لئے فی الحال اسی کو کافی سمجھتا ہوں اور وہ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ طبی کتابوں میں تمام اغذیہ وادویہ کے منافع و مضار مصرحاً مذکور ہیں جس کا قبل لحوق مرض مطالعہ کرکے ہر شخص کامل احتیاط کرسکتا ہے اور جو کسی اتفاق سے مرض لاحق ہوجاوے تو طبی ہی کتابوں میں ہر مرض کی علامات دیکھ کر مرض کی تشخیص اور تدبیرات دیکھ کر مرض کا علاج کرسکتا ہے، پھر طبیب کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے سو اس سوال کا کیا جواب ہوگا۔ اسی سے یہ سوال حاضر بھی حل ہوجاوے گا۔ فقط

خط ثانی

حال۔ احقر اس سال دورۂ حدیث میں شریک ہے ایک عرصہ سے خط لکھنے کا خیال کر رہا تھا لیکن ایک عارض مانع بنا رہا وہ یہ کہ احقر کو آپ کے

مصنفات وملفوظات دیکھنے کا بے حد شوق ہے چنانچہ بچپن سے ابتک برابر دیکھتا رہا بحمد للہ بہت مستفید ہوا۔ ان سے ایک خاص بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ ماموراتِ شرعیہ سب کے سب اختیاریہ ہیں چونکہ مامورات اختیاریہ ہیں اس لئے جہاں رکنے کا امر ہے وہ بھی اختیاری ہوئے اس لئے سارے امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رُکے اب اپنے متعلق بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا، اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدہ کے معلوم ہونے کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہیئے، میرے یہی سمجھ میں نہیں آتا بہت عرصہ سے اس امر پر غور کر رہا ہوں امید کہ جناب والا مطلع فرمائیں گے تاکہ احقر اسی پر عمل کرے آخر اس قاعدہ کلیہ کے علم کے بعد معالج و مشائخ کی ازالہ مرض میں کیا حاجت باقی رہتی ہے امید کہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مطلع فرما دیں گے۔

تحقیق:۔ مامورات و منہیات سب اختیاری ہیں پس مامورات کا ارتکاب اور منہیات سے اجتناب بھی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے کبھی اس کا عکس مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا قصد کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل ہوگیا مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس وخطرات کا ہجوم بھی ہوتا رہا یہ شخص اس کو خشوع کا مضاد سمجھ کر خشوع کو غیر حاصل سمجھا یا ابتدائے عبادت میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیاریہ کی طرف منجر ہوگئے اور یہ ابتداء کے دھوکے میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ زائل ہوچکا اور کبھی غیر راسخ کو راسخ سمجھ لیا جاتا ہے۔ مثلاً دو چار خفیف حادثوں میں رضا بالقضا کا احساس ہوا یہ سمجھ گیا کہ ملکہ راسخ ہو گیا

پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس میں رضا نہیں ہوئی یا درجہ مقصود تک نہیں ہوئی مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں رسوخ ہو چکا ہے اب بھی رضا معدوم یا ضعیف نہیں ہے اور حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ شکستہ دل ہو کر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے پھر وہ سچ مچ زائل ہو جاتا ہے اور اس کے عکس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے اور غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں بھی وہی خرابی عدم اہتمام تکمیل کی ہوتی ہے، کبھی یہ غلطی ہوتی ہے کہ حاصل راسخ کو زائل ہو جاتا ہے اور اس کے عکس میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے اور غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں بھی وہی خرابی عدم اہتمام تکمیل کی ہوتی ہے، کبھی یہ غلطی ہوتی ہے کہ حاصل راسخ کو زائل سمجھ لیتا ہے مثلاً شہوت حرام کی مقاومت کی اور وہ زمانہ غلبہ آثار ذکر کا تھا اس لئے داعیہ شہوت حرام کا ایسا مضمحل ہو گیا کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر ان آثار کا جوش وخروش کم ہونے سے طبعی التفات گو درجہ ضعیفہ میں سہی ہونے لگا یہ شخص سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کا رذیلہ پھر عود کر آیا پھر اصلاح سے مایوس ہو کر سچ مچ بطالت وخلاعت میں مبتلا ہو گیا یہ چند مثالیں ہیں غلطیوں کی اور ان کے مضار کی اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اسکو اطلاع کرنے سے وہ اپنی بصیرت وتجارب کے سبب حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان اغلاط پر مطلع کرتا ہے اور یہ ان مضرتوں سے محفوظ رہتا ہے اور فرضاً سالک اگر ذکاوت وسلامت فہم کے سبب

خود بھی مطلع ہو سکے مگر ناتجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور مشوش ہونا مقصود میں مخل ہوتا ہے یہ تو شیخ کا اصلی منصبی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن تبرعاً وہ ایک اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود یا مقدمہ مقصود کے تحصیل میں اور اسی طرح کسی ذمیمہ یا مقدمہ ذمیمہ کے ازالہ میں طالب کو مشقت شدید پیش آتی ہے گو تکرار مباشرۃ اور تکرار مجاہدت سے وہ مشقت اخیر میں مبدل بہ یسر ہو جاتی ہے لیکن شیخ تبرعاً کبھی ایسی تدابیر بتلا دیتا ہے کہ اول امر ہی سے مشقت نہیں رہتی یہ ایک اجمالی تحقیق تقریب فہم کے لئے ہے باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے احوال جزئیہ کی اس کو بالالتزام اطلاع کرتا ہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا رہے اور یہ اتباع کامل اس وقت ہو سکتا ہے جب اس پر اعتماد ہو اور اس کے ساتھ تعلق انقیاد ہو اس وقت حساً معلوم ہوگا کہ بدون شیخ کے مقصود حاصل ہونا عادۃً متعذر ہے الانادراً والنادر کالمعدوم پھر اس ضرورت میں تفاوت فہم و استعداد کے اعتبار سے تفاوت بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ متقدمین کو کم ضرورت تھی۔

تمت رسالہ

حل الاشکال

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چودہ سو پینتیس (۱۴۳۵) ملفوظات وارشادات کا قابل قدر مجموعہ، ان ملفوظات میں ایسے ایسے مسائل حل ہوئے ہیں کہ بڑی بڑی کتابوں اور بڑے بڑے عالم سے بھی حل ہونا مشکل ہے اس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حضرت تھانویؒ کی مجلس خاص میں بیٹھے سن رہے ہیں چنانچہ مشاہدہ ہے اور ہزاروں کا تجربہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ الامۃ قدس سرہ العزیز کے ملفوظات و مواعظ پڑھنے والوں کی زندگی میں عظیم الشان تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور باطن کے وہ عقدے جو لاینحل (حل نہ ہونے والے) نظر آتے ہیں دفعۃً کھل جاتے ہیں اور ایمان میں تازگی اور اعمال صالحہ کی رغبت پیدا ہوجاتی ہے اپنے گناہوں اور غفلت کے تدارک کیلئے بہت ہی آسان صورت نظر آنے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی امیدیں قوی تر ہوجاتی ہیں۔ یہ بات انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر طالب خود محسوس کرے گا، کتابت، طباعت، کاغذ بہت عمدہ ہے۔ مجلد ڈسٹ کور

حیاتِ اشرف

اس میں حکیم الامۃ کی سوانح عمری ان کے علمی و روحانی کمالات ان کے مجددانہ کارنامے، اصول تربیت و سلوک، عارفانہ نکات، زرین اقوال اور دنیا و آخرت کے سنوارنے کا مکمل لائحہ عمل آگیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ایک شیخ کامل اور شفیق مربی کی صحبت کا فائدہ عطا کرے گا۔ اس نعمت سے ہر مسلمان کو ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ قیمت مجلد ڈسٹ کور

شریعت و طریقت

اس کتاب کے جملہ مضامین حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے افادات کا انتخاب ہیں اس میں شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، بیعت، اخلاق، مجاہدات، اذکار، اشغال، مراقبات، احوال، توجہات، تعلیمات، مسائل مع دلائل و حقائق سالک کے لئے طریق عمل مندرج ہیں۔ جو قرآن مجید، احادیث

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تصانیف علمائے محققین و اولیاء کرام کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت مجلد ڈسٹ کور

مسلمانوں کا عروج وزوال
یعنی
بیان الامراء ترجمہ اردو تاریخ الخلفاء

اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام کی پوری واقفیت ہوجاتی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی کچھ سال کم ایک ہزار سال کی تاریخ کا علم اس کتاب سے ہوجاتا ہے۔ اس میں امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی کی خلافت سے لیکر ۹۰۳ھ تک کے شان و حکومت و جاہ و رفعت کا منظر، عدل و انصاف کا سچا فوٹو اس خوبی سے کھینچا گیا ہے کہ جس سے اسلام کی اولوالعزمی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ قیمت مجلد ڈسٹ کور علاوہ ڈاک خرچ

بنیان المشید عکسی

از حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ۔ یہ وہ ہستی ہیں کہ آپ نے روضۂ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا کہ آپ اپنا مبارک ہاتھ دیجیے کہ میں اسے بوسہ دیکر عزت حاصل کروں۔ اسی وقت روضۂ اطہر صلے اللہ علیہ وسلم سے دست مبارک چمکتا ہوا نکلا اور آپ نے اسے بوسہ دیا۔ اس کتاب کے ترجمہ سے حضرت حکیم الامۃ رح کو بیحد خوشی ہوئی تھی، اس کا مطالعہ مبتدیان سلوک کے لئے بہت مفید اور نافع ہے۔ اس طرح یہ مجموعہ سب ہی کے لئے کافی شافی ہوگا۔ گویا معرفت و حقیقت کا نایاب خزانہ ہے۔ امید ہے کہ برادرانِ اسلام عموماً اور برادرانِ سلسلۂ امدادیہ اشرفیہ تھانوی خصوصاً اس کی قدر فرمائیں گے

قیمت مجلد ڈسٹ کور

مجموعہ کلیاتِ امدادیہ

از حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرب پاکستان اور ہندوستان کے بہت بڑے شیخ ہیں یہ ان کا مکمل مجموعہ دس کتابوں پر مشتمل ہے۔ اس مجموعہ میں سلوک و تصوف کیلئے بہترین رہنما اور شریعت و طریقت کے بہترین راستے دکھانیوالی یہ واحد کتاب ہے جو دس کتابوں کا مجموعہ ہے

(۱) ضیاء القلوب (۲) فیصلہ ہفت مسئلہ (۳) ارشاد مرشد (۴) تحفۃ العشاق (۵) وحدۃ الوجود (۶) غذائے روح (۷) گلزار معرفت (۸) رسالہ درد غمناک (۹) جہاد اکبر (۱۰) نالہ امداد غریب۔ قیمت

ملنے کا پتہ:۔ **مکتبہ تھانوی بندر روڈ۔ کراچی ۲**

ایم اے جناح روڈ